پاکستان: سیلاب سے متاثر افراد کے لیے امدادی فنڈ

[پاکستان میں گزشتہ ماہ کا سیلاب ملک کی تاریخ کا ایک ہولناک سیلاب تھا۔ اس سے بے پناہ مالی نقصان ہوا اور سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے۔ متاثرین کی امداد کے لیے وزیر اعظم پاکستان نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے، ان کے مطابق کسی خاندان کے کفیل کی ہلاکت پر خاندان کو پچاس ہزار روپے کی مدد دی جائے گی۔ غیر کفیل رکنِ خاندان کی ہلاکت کی صورت میں تیس ہزار روپے کی امداد دی جائے گی۔ متاثرہ علاقوں میں بیس ہزار روپے تک کے زرعی قرضوں پر مارک اَپ معاف ہوگا۔ آفت زدہ علاقوں میں زرعی قرضوں کی وصولی ایک سال کے لیے ملتوی کر دی گئی ہے اور اس ربیع کی فصل کے لیے کسانوں کو بیج، کھاد اور دیگر زرعی ضروریات کے لیے فراخ دلی سے قرضے دیے جائیں گے۔

متاثرین کی امداد کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے ایک ارب روپے اور غیر مسلم متاثرین کے لیے بیت المال سے ۲۵ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی جائے گی۔

امدادی فنڈ کے سلسلے میں پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے حسبِ ذیل مقالہ خصوصی شائع کیا ہے۔ مدیر]

پاکستان میں حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کے پیش نظر وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے سیلاب سے متاثرہ اقلیتی افراد کی مالی امداد کے لیے ۲۵ کروڑ کی رقم مخصوص کی ہے۔ یہ رقم اقلیتی ممبران قومی اسمبلی کے ذریعہ سیلاب سے متاثرہ اقلیتی افراد میں تقسیم کی جائے گی۔ بظاہر وزیر اعظم کا یہ قدم مستحسن اور قابلِ تعریف ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر اعظم نہ صرف اکثریت بلکہ اقلیت کے لیے بھی اپنے دل میں درد رکھتے ہیں۔ لیکن مالی امداد کے لیے مخصوص رقم اور اس رقم کو تقسیم کرنے کے طریقہ کار پر بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ سب سے اہم اور پہلا سوال یہ ہے کہ اقلیتی ایم۔ این۔ اے کے لیے یکساں رقم کیوں مخصوص کی گئی ہے؟ جبکہ پارسی اور احمدی ایم۔ این۔ اے حضرات کے ووٹروں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور ان کے ووٹروں میں سے شاذ و نادر ہی کوئی سیلاب کی سنگینیوں سے متاثر ہوا ہوگا۔ مسیحی ایم۔ این۔ اے حضرات جن کی تعداد چار ہے۔ ان سب کا حلقہ انتخاب پورا پاکستان ہے۔ اور ان کے ووٹرز خواتین و حضرات بھی مختلف علاقوں میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے سیلاب سے متاثرہ سب خاندانوں کے افراد کو اخلاقی اور مالی مدد بہم پہنچانا تو درکنار، ان سب سے رابطہ قائم کرنا بھی محال ہے۔ ان حالات میں یہ خطرہ ہے کہ مصیبت زدہ افراد تک امدادی رقم کیسے پہنچ سکے گی۔

یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جس علاقہ یا گاؤں میں صرف چند مسیحی خاندان یا مسیحی افراد ہیں۔ اگر وہاں اقلیتی ایم۔ این۔ اے حضرات میں سے کوئی بھی نہ پہنچا تو متذکرہ حلقہ کا اکثریتی ایم۔ این۔ اے بھی اقلیتی افراد کی ہرگز مدد نہیں کرے گا۔ یوں سیلاب کی ناگہانی آفت کی زد میں آئے ہوئے مسیحی بد نصیب افراد بے یارومددگار رہ جائیں گے۔ اور ان کے نزدیک وزیر اعظم محمد نواز شریف کی رحم دلی اور فراخ دلی بے معنی ہوگی۔

سیلاب کے لیے مخصوص امدادی فنڈ کی پہنچ کی وجہ سے گزشتہ سیلابوں سے متاثرہ افراد کی کہی ان کہی کہانیوں کی صدائے بازگشت ہمیں سنائی دیتی ہے۔ جس سے دانستہ اور نادانستہ گھپلوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یوں بعض مخالفین کے اس الزام کا جواب کیا دیا جائے، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سیلابی امداد کی بجائے سیاسی امداد ہے۔ اور حکومت سے وفاداری کا سلسلہ استوار رکھنے کا صلہ ہے۔ اس سنگین الزام کے پیش نظر اور سیلاب سے متاثرہ مجبور افراد کے لیے صحیح معنوں میں ضروری ہے — کہ مالی امداد کی تقسیم کا کوئی صحیح طریقہ کار اپنایا جائے — امدادی کاموں کی نگرانی کی جائے۔ تقسیم کے بعد حسابات کی جانچ پڑتال کی جائے۔ کیونکہ امدادی کارروائیوں میں کسی بھی طرح کی کوئی بے احتیاطی اور بے انصافی اور بدنظمی سے حکومت کے مخالفین کو طنز و تنقید کے تیر چلانے کی کھلی چھٹی مل جائے گی اور حکومت کی تمام کارروائیوں کو عوام سے سند قبولیت نہیں ملے گی، جس کو حاصل کرنا کسی بھی حکومت کے لیے ضروری ہے۔

ریڈیو ویریتاس کے سامعین کا ایک اجلاس

ریڈیو ویریتاس (منیلا) نے اپنی اردو سروس کا آغاز ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء کو کیا تھا۔ پانچ سال گزرنے پر ریڈیو ویریتاس کی اردو سروس کے کارپردازوں نے پاکستان میں اپنے سامعین سے ذاتی ملاقات کے لیے ۲۱ اگست کو لاہور (رابطہ منزل - وارث روڈ) میں ایک اجلاس کا اہتمام کیا جس میں اُردو سروس کی پروڈیوسر نوشین آہستر کے علاوہ مختلف شہروں سے "کافی تعداد میں" ریڈیو ویریتاس کے سامعین نے شرکت کی۔ اردو سروس کی Reception کے بارے میں معلومات کے ساتھ ساتھ پروگراموں کو مزید بہتر بنانے کے لیے شرکاء کی آراء معلوم کی گئیں۔

شرکاء نے اردو سروس کے پروگراموں میں "خطوط کے جواب" اور ڈرامہ "باجی مریم" کی بہت تعریف کی۔ آخر الذکر پروگرام میں باجی مریم کا کردار گلوریا مورس نے نہایت عمدگی سے ادا کیا ہے۔

(پندرہ روزہ کاتھولک نقیب، لاہور - ۱۶ تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء)